Journal of Religion & Society (JR&S)
Available Online:
https://islamicreligious.com/index.php/Journal/index
Print ISSN: 3006-1296Online ISSN: 3006-130X
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

A Research Review of the Contributions of Scholars and Researchers of Okara to Seerah Writing

اوکاڑہ میں علماء و محققین کی سیرت نگاری میں خدمات کا تحقیقی جائزہ

Iqra
Ph.D Scholar, Department of Islamic Studies, Imperial College of Business Studies, Lahore
bintelatifffff@gmail.com
Dr. Ateeq u Rahman
Assistant professor, Department of Islamic Studies, Imperial College of Business Studies, Lahore

Abstract
Okara district is an important region from an academic and religious perspective, where numerous scholars and researchers have played a significant role in the teaching, compilation, and propagation of Seerat-un-Nabi .ﷺ This study presents an overview of the intellectual background of Okara and examines the contributions of scholars associated with this region in the field of Seerat writing.In this region, scholars such as Abu al-Fazl Ghulam Ali Okarvi, Maulana Shafi Okarvi, Maulana Abdul Halim Okarvi, Maulana Noor Ahmad, Maulvi Abdul Ghafoor Okarvi, Maulvi Muhammad Ismail Okarvi, Maulvi Abdul Karim Okarvi, Hafiz Ghulam Rasool, and Hafiz Muhammad Ismail have contributed to different aspects of Seerat writing. Their services are mostly reflected in sermons, pamphlets, academic books, and concise compilations of Seerat.For example, Maulana Abdul Halim Okarvi's book "Seerat Mustafa "ﷺ is a comprehensive Seerat booklet in which events from the Prophet's life are presented in a simple and accessible style. Similarly, Maulana Noor Ahmad's work "Milad-un-Nabi :ﷺ Shariah and Historical Status" presents a scholarly and research-based perspective on the subject of Milad. Maulvi Abdul Ghafoor Okarvi wrote a concise Seerat booklet aimed at delivering basic knowledge of the Prophet's biography to the general public, while Maulvi Muhammad Ismail's "Uswa-e-Rasool "ﷺ highlights the practical model of the life of the Holy Prophet ﷺ

***Keyword**: Okara district, Seerat-un-Nabi ﷺ, Islamic scholars, Seerat writing, sermons, pamphlets, academic books, Maulana Shafi Okarvi, Maulana Abdul Halim Okarvi, religious education, intellectual tradition, reformative teaching, public awareness*

تعارف

سیرت النبی ﷺ اسلامی علوم کا بنیادی اور مرکزی موضوع ہے جو نہ صرف مسلمانوں کے عقائد و عبادات کی وضاحت کرتا ہے بلکہ ان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کے لیے ایک مکمل عملی رہنمائی بھی فراہم کرتا ہے۔ برصغیر کے دینی و علمی خطوں میں سیرت نگاری اور تدریسِ سیرت کو ہمیشہ خصوصی اہمیت حاصل رہی ہے۔ انہی علمی مراکز میں ضلع اوکاڑہ بھی ایک نمایاں حیثیت رکھتا ہے، جہاں دینی و علمی روایتیں صدیوں سے پروان چڑھتی رہی ہیں۔ اوکاڑہ کی علمی فضا میں سیرت النبی ﷺ کی تدریس، تالیف اور تبلیغ

مختلف ادوار میں مختلف صورتوں میں جاری رہی ہے۔ ابتدا میں یہ روایت غیر رسمی انداز میں مساجد، محافلِ میلاد اور خطبات کے ذریعے عوام تک پہنچائی جاتی تھی۔ وقت کے ساتھ ساتھ علما و محققین نے اس کام کو مزید منظم شکل دی اور سیرت کو تحریری صورت میں رسائل، کتب اور درسی مواد کی شکل میں محفوظ کیا۔ اس خطے میں متعدد اہلِ علم نے سیرت نگاری کو اپنی علمی کاوشوں کا حصہ بنایا اور اسے عوامی سطح سے اٹھا کر تعلیمی و تحقیقی سطح تک پہنچایا۔

اوکاڑہ کے علما و محققین جنھوں نے سیرت النبی ﷺ کے مختلف پہلوؤں پر کام کیا۔ ان میں ابو الفضل غلام علی اوکاڑوی، مولانا شفیع اوکاڑوی، مولانا عبد الحلیم اوکاڑوی، مولانا نور احمد، مولوی عبد الغفور اوکاڑوی، مولوی محمد اسماعیل اوکاڑوی، مولوی عبد الکریم اوکاڑوی، حافظ غلام رسول اور حافظ محمد اسماعیل جیسے اہلِ علم شامل ہیں۔ ان کی تحریروں اور دروس نے نہ صرف مقامی سطح پر دینی شعور کو فروغ دیا بلکہ سیرت فہمی کے فروغ میں بھی اہم کردار ادا کیا۔ ذیل میں ان کی خدماتِ سیرت نگاری کا جائزہ پیش کروں گی۔

ضلع اوکاڑہ کا جغرافیائی تعارف:

ضلع اوکاڑہ جہاں داعیانِ حق کی ایک بڑی تعداد پیدا ہوئی جنھوں نے سیرت نگاری میں گراں قدر خدمات سرانجام دیں جو آج بھی تاریخ پاکستان کے حسین باب کا حصہ ہیں ۔ ضلع اوکاڑہ یہ پاکستان کے صوبہ پنجاب کا اہم ضلع ہے جو لاہور اور ساہیوال کے درمیان واقع ہے۔ رائے ظہیر احمد کھرل لکھتے ہیں:

> روایت ہے کہ ایک بڑے "اوکاں" کے درخت کے نیچے ایک دکان پر ایک آدمی خشک لکڑیاں بیچتا تھا جس سے "اوکاں" کا لفظ مشہور ہو کر "اوکاڑہ" بن گیا۔ اوکاڑہ ہندی زبان کا لفظ ہے جس سے مراد جنگجو اور غیرت مند ہے۔[1]

اٹھارہویں صدی عیسوی میں اوکاڑہ ایک گھنا جنگل تھا جہاں عموماً قافلے پڑاؤ ڈالتے اور پھر آگے نکل جاتے تھے۔ اس جنگل میں "اوکاں" نامی پودے بکثرت پائے جاتے تھے، جس کی وجہ سے اس شہر کا نام اوکاڑہ مشہور ہوا۔ اوکاڑہ سے پہلے اس علاقے کو "اوکاں والا" بھی کہا جاتا تھا۔

1849ء میں صوبہ پنجاب میں پاکپتن شہر ضلعی ہیڈ کوارٹر تھا۔ 1857ء میں ضلع منٹگمری کا ہیڈ کوارٹر بنگلہ گوگیرہ بنا، جبکہ اوکاڑہ اور ساہیوال اسی ضلع کے حصے تھے۔ 1865ء میں ہیڈ کوارٹر ساہیوال کو بنا دیا گیا، جس کے بعد یہ چھوٹا شہر آباد ہوا۔ پہلے یہ بنجر علاقہ تھا، مگر نہروں کے قیام کے بعد اسے کھیتی باڑی کے لیے موزوں قرار دیا گیا اور یہاں وسیع پیمانے پر کاشتکاری شروع ہوئی۔ 1918ء میں حکومتی اقدامات کے ذریعے اوکاڑہ کو کراچی اور لاہور سے مربوط کیا گیا، اور پختہ سڑکوں کے ذریعے اسے بڑے شہروں سے جوڑ دیا گیا۔ 1913ء میں اوکاڑہ ٹاؤن کمیٹی اور 1930ء میں میونسپل کمیٹی کا درجہ اختیار کر گیا۔ 1936ء میں ستلج ٹیکسٹائل مل کے قیام سے معاشی ترقی کی راہ ہموار ہوئی۔ 1942ء میں مارکیٹ کمیٹی بنائی گئی اور ریلوے لائن بچھائی گئی۔ شہر میں سبزی منڈی، فروٹ منڈی، غلہ منڈی، تحصیل ہیڈ کوارٹر، گورنمنٹ ہائی اسکول، ٹیلی فون ایکسچینج اور میونسپل پارک جیسی بنیادی سہولیات میسر ہوئیں۔ اوکاڑہ کو باقاعدہ

---

[1] رائے ظہیر احمد کھرل، ضلع اوکاڑہ کا تاریخی ورثہ، زمزم پبلشر دیپالپور بازار ساہیوال 2010ء، ص: 12

ضلع کا درجہ 1982ء میں ملا۔ قیامِ پاکستان سے قبل یہاں کی بڑی آبادی ہندوؤں اور سکھوں پر مشتمل تھی، جو آزادی کے بعد انڈیا چلے گئے اور وہاں سے آنے والے مسلمان مہاجرین یہاں آباد ہوئے۔ ضلع اوکاڑہ کی زمینیں الاٹ کی گئیں، اور اوکاڑہ میں توسیع ہوتی چلی گئی۔ 1967 میں فوجی چھاؤنی (Cantt) کا قیام عمل میں لایا گیا۔ جب ضلع اوکاڑہ کو ضلع کا درجہ دیا گیا تب یہ دیپالپور اور اوکاڑہ 2 تحصیلیں تھیں۔ مزید مکانی ترقی کی راہ ہموار ہوئی جب بابا فرید گنج شوگر مل کھل گئی۔[2]

حدود اربعہ:

ضلع اوکاڑہ کئی بڑے شہروں کے اطراف میں واقع ہے؛ مغرب کی جانب ساہیوال، پاکپتن، شمال کی جانب فیصل آباد اور شیخوپورہ، جنوب میں بہاولنگر اور مشرق میں لاہور و قصور واقع ہے۔ مشرق میں دریائے ستلج، مغرب میں دریائے راوی اور بیاس بہتے ہیں (دریائے بیاس اب خشک ہو چکا ہے)۔ ضلع اوکاڑہ میں تحصیلیں اوکاڑہ، دیپالپور اور رینالہ خورد ہیں۔ ضلع کا کل رقبہ 4,377 مربع کلومیٹر ہے۔ 1998 کی مردم شماری کے وقت آبادی 22 لاکھ تھی جو اب بڑھ کر 32 لاکھ تک پہنچ چکی ہے۔ ایم این اے (MNA) کی تعداد 5 اور ایم پی اے (MPA) کی تعداد 10 ہے۔ یہاں 40 یونین کونسلیں اور 7 میونسپل کمیٹیاں ہیں۔

تعلیمی ادارے:

ضلع اوکاڑہ میں 12 ڈگری کالجز، 35 ہائیر سیکنڈری اسکولز، 200 سیکنڈری اسکول، 142 مڈل اسکول، 1,257 پرائمری اسکول اور ایک یونیورسٹی ہے۔[3]

اوکاڑہ کی سیاسی و سماجی شخصیات:

اوکاڑہ کی اہم شخصیات میں میر چاکر رند، احمد خان کھرل اور راؤ سکندر اقبال شامل ہیں۔ راؤ سکندر اقبال 2002 سے 2007 تک وزیر دفاع کے عہدے پر فائز رہے۔ دیگر نمایاں شخصیات میں میاں منظور وٹو (سابقہ وزیر اعلیٰ پنجاب)، میاں محمد زمان (سابق وفاقی وزیر برائے سائنس و ٹیکنالوجی) اور ان کے بیٹے میاں محمد یاور زمان (صوبائی وزیر برائے آبپاشی) شامل ہیں۔ اس کے علاوہ پیر سید صمصام علی شاہ بخاری، رانا اکرام ربانی اور اشرف خان سوہنا بھی اہم سیاسی عہدوں پر فائز رہے ہیں۔ اوکاڑہ سے تعلق رکھنے والے مشہور ادیبوں، شعراء اور صحافیوں میں درج ذیل شامل ہیں: افسانہ نگار و ناول نگار: علی اکبر ناطق، سید گلزار حسین۔ مسعود احمد، آفتاب احمد صحافی، آفتاب احمد جنید، ادیب ظفر اقبال اور پنجابی شاعر اقبال صلاح الدین "A Case of Exploding Mangoes" کے مصنف محمد حنیف کا تعلق بھی اوکاڑہ سے ہے۔[4]

---

[2] رائے ظہیر احمد کھرل، ضلع اوکاڑہ کا تاریخی ورثہ، ص: 13

[3] ایضاً

[4] توقیر مظہر، یوٹیوب پروگرام، اوکاڑہ کا تعارف، بتاریخ 25 مارچ، 2026ء

اوکاڑہ اور سیرت نگاروں کی خدمات

ضلع اوکاڑہ جس طرح زراعت کے اعتبار سے مشہور ہے، اسی طرح یہاں قیامِ پاکستان سے قبل ہی علوم سیرت کا رجحان نمایاں رہا۔

- جامعہ حنفیہ اور امدادیہ جیسے جامعات اس بات کا ثبوت ہیں کہ علمِ فقہ اور علمِ تفسیر کے علاوہ علومِ سیرت پر بھی ہزاروں کتب لکھی گئیں۔
- علومِ سیرت میں ولادتِ مصطفیٰ ﷺ، بچپن، جوانی، غزوات اور ہجرت جیسے تمام موضوعات پر ہزاروں کتب اور رسائل لکھے گئے۔ سلیمان ندوی کے مطابق اسلام میں میلاد کے جلسوں کا رواج غالباً چھٹی صدی ہجری سے ہوا۔
- سلیمان ندوی نے الملک المظفر شاہ اربل (632ھ) کے متعلق لکھا ہے کہ مولد شریف بڑی دھوم دھام اور تزک و احتشام سے منایا کرتا تھا۔ یہ جنگ جلبی کا زمانہ تھا، اس کے لیے ابن وحیہ (م 633ھ) نے 604ھ میں کتاب "التنویر فی مولد السراج المنیر" تصنیف کی۔ "انوار ساطعہ" میں عبد السمیع بیدل رام پوری لکھتے ہیں کہ مجالس مولد کی ابتدا باقاعدہ چھٹی ہجری صدی کے آخر میں ہوئی۔ "تاریخ میلاد" از حکیم عبد الشکور مرزا پوری میں بھی یہی درج ہے کہ اس کی ابتدا چھٹی صدی کے آخر میں ہوئی۔
- جلال الدین سیوطی کے شاگرد محمد بن علی یوسف شامی نے "سیرت شامی" (سبل الہدیٰ والرشاد فی خیر العباد) میں لکھا ہے کہ سب سے پہلے عمر بن محمد موصلی نے مولود کیا تھا جو ایک نیک آدمی مشہور تھے۔ ان کی پیروی سلطان اربل نے کی۔ مجالس میلاد کے اولین انعقاد کا سہرا عمر بن محمد موصلی کے سر ہے اور سلاطین میں اسے سب سے پہلے رواج دینے کا اعزاز سلطان اربل کو حاصل ہے۔
- عربی میں مولود شریف کی پہلی کتاب لکھنے کا شرف ابو الخطاب عمر بن حسن بن دحیہ کلبی اندلسی کے حصے میں آیا۔ انہوں نے پہلے "الموفی" نامی کتاب میں اسماء النبی ﷺ تحریر کیے اور پھر مولد شریف کی پہلی کتاب لکھی۔ اس کتاب کا نام ابن خلکان نے "التنویر فی مولود السراج المنیر" اور بعض مصنفین نے "التنویر فی مولود البشیر النذیر" لکھا ہے۔ ابن دحیہ نے خراسان جاتے ہوئے اربل پہنچ کر 604ھ میں سلطان مظفر شاہ کو یہ کتاب پیش کی کیونکہ انہیں معلوم ہو گیا تھا کہ سلطان کو مجلس میلاد سے عشق ہے۔[5]

مغلیہ خاندان میں بادشاہ کے یہاں 12 ربیع الاول کو مجلس میلاد منعقد ہوا کرتی تھی۔ وقت شاہ جہاں کے خاص دربار میں جمتی اور سب امراء، فضلاء، صلحاء اور سادات موجود ہوتے۔ تخت شاہی دربار سے ہٹا دیا جاتا تھا اور بادشاہ دوسرے لوگوں کے ساتھ نہایت ادب سے فرش پر بیٹھ کر مولود شریف سنا کرتے تھے۔[6]

---

[5] حکیم عبد الشکور مرزاپوری، تاریخ میلاد: دار الاشاعت کراچی، 1978ء، ص:43

[6] ابو البرکات، رسالہ میلاد النبی، شیخ غلام علی برکت علی تاجران کتب لاہور، 1921ء۔ ص14

بارہ ہزار نقد اور انواع واقسام کے کھانے غریبوں میں تقسیم کیے جاتے تھے۔ اور نگزیب عالمگیر کے زمانے میں بھی یہ طریقہ جاری رہاحتیٰ کہ آخری مغل بادشاہ بہادر شاہ ظفر کے وقت شاہی دربار میں دھوم دھام سے مجلس میلاد کے انعقاد کا ذکر ملتا ہے۔(حوالہ: قاموس الکتب اردو جلد اول ص 691 تا774)۔ سیرت نبی ﷺ سے متعلق پر تخیل، پر شکوہ اور مبالغہ آمیز واقعات سے لبریز اس صنف "میلا دنامہ" نے اردوزبان میں بے پناہ مقبولیت حاصل کی۔ چنانچہ جنوبی اور شمالی ہند میں سینکڑوں کی تعداد میں مولود شریف لکھے گئے۔ 1101ء سے پہلے ان کی تعداد اگر دہائیوں میں تھی تو 1857ء کے بعد وہ سینکڑوں میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ قاموس الکتب اردو جلد اول (مطبوعہ انجمن ترقی اردو پاکستان زیر نگرانی مولوی عبدالحق) میں 1961ء تک دستیاب سیرت النبی ﷺ پر اگر 201 کتابوں کے نام ملتے ہیں تو میلا دالنبی ﷺ پر 235، بشارات پر 18، آنحضرت ﷺ کے نسب پر 20، شمائل پر 30، خصائص وفضائل پر 113، اخلاق النبی ﷺ پر 45، اور صلوٰۃ وسلام پر 13 کتابوں کے نام درج ہیں۔ اس پر مستزاد 53 نور نامے، 53 معراج نامے اور 26 وفات نامے ہیں۔ ان کے علاوہ بھی بے شمار کتابیں ہیں جن کا ریکارڈ جمع نہ کیا جاسکا، مطبوعہ اور غیر مطبوعہ دونوں ان کے علاوہ ہیں۔ دیوان اسے پڑھتے چلے گئے اور عوام وخواص میں مقبول ہوتے گئے۔ ہندوستان میں سید احمد خان اور مولانا الطاف حسین حالی جیسے دیگر مصنفین نے بھی سیرت النبی پر کتابیں تصنیف کیں۔ اوکاڑہ کے سیرت نگار جنہوں نے گراں قدر خدمات سرانجام دیں ان کا تعارف وخدمات درج ذیل ہے۔

ابوالفضل غلام علی اوکاڑوی کی سیرت نگاری میں خدمات

قیامِ پاکستان سے قبل پاک وہند میں علومِ سیرت کے متعلق مختلف مجموعے مرتب کیے گئے جس میں سیرت کے واقعات جو احادیثِ متواترہ اور احادیثِ مشہورہ کے ذریعے تصنیف کیے گئے۔ اس دور میں بھی علوم سیرت کو باقاعدہ یونیورسٹی، جامعات اور مدارس میں لازمی مضامین کے طور پر پڑھایا جاتا رہا۔ ضلع اوکاڑہ، جو لاہور کے اطراف میں واقع ہے، وہاں علومِ سیرت کے موضوع میں قیامِ پاکستان سے قبل مشہور ومعروف شخصیت ابوالفضل شیخ القرآن علامہ غلام علی اوکاڑوی صاحب نے مختلف تصانیف مرتب کیں۔ آپ اہل سنت کے عظیم عالمِ دین اور اکابر مشائخ میں سے ہیں جنہوں نے دین کی خدمت اور علومِ سیرت میں عظیم کارہائے نمایاں انجام دیے۔ ہزاروں تشنگانِ علمِ دین کو فقہ، تفسیرِ قرآن اور علومِ سیرت جیسے علوم سے فیضیاب فرمایا۔

آپ 11 جون کو گجرات کے شہر میں پیدا ہوئے، آپ کے والد کا نام سلطان احمد چوہدری ہے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں چک عمر سے حاصل کی۔ دینی تعلیم "علمِ احمد" سے حاصل کی اور مناظرِ اسلام، فاتحِ مرزائیت سے اکتسابِ علم کیا۔ عربی لغت، صرف ونحو عبدالقادر کشمیری سے حاصل کی۔ کتبِ درسیہ متداولہ عبدالجلیل ہزاروی سے پڑھیں۔ جامع شریعت وطریقت علامہ مفتی ابو البرکات سید احمد صاحب دہلوی کی بیعتِ مبارک کرنے کے علاوہ، علامہ سیدنا پیر علاؤالدین کیلانی بغدادی سے سلسلہ عالیہ قادریہ اور اعمالِ مشائخ کی اجازتِ خاص حاصل کی۔ اس وقت کے عظیم رہنما قطبِ مدینہ شیخ ضیاء الدین مدنی نے علامہ غلام علی اوکاڑوی کو تمام سلاسل کی خلافت واجازت عطا فرمائی اور سلسلہ شاذلیہ کی اجازت وخلافت بھی شیخ سید حسین قادری نے عطا فرمائی۔ ملک شام کے مشہور شیخ محمد رمضان البوطی خالدی نقشبندی نے سلسلہ خالدیہ کی اجازت عطا کی۔

تدریسِ سیرت میں القابات کا ملنا:

محور المقالات، شیخ الاسلام والمسلمین، شیخ القرآن والتفسیر، شیخ الحدیث، شیخ الفقہ، شیخ الادب، شیخ العلوم، شیخ العرب والعجم، شیخ العلماء والفضلاء، شیخ المشائخ، شیخ الشریعہ والطریقہ۔

تدریسِ سیرت میں خدمات ووفات

آپ نے مدارس دینیہ میں درسی کتب پڑھائیں۔ مدارس میں سالانہ تعطیلات کے دوران دورہ تفسیر قرآن کرواتے جس کی مقبولیت میں بہت اضافہ ہوا۔ اس دورہ تفسیر قرآن میں علمی، فقہی اور اعتقادی مسائل کی تفہیم کروائی جاتی تھی۔ آپ نے اولین علمی خدمات سیالکوٹ میں سرانجام دیں۔

پھر آپ اوکاڑہ شریف لائے اور 1954 میں دینی مدرسہ "جامعہ حنفیہ اشرف المدارس" کی بنیاد رکھی۔ یہ ضلع اوکاڑہ کی سب سے اولین درس گاہ ہے۔ یہاں علمِ فقہ، تفسیر، حدیث، صرف ونحو، منطق وبلاغت اور اصولِ حدیث جیسے مختلف علوم وفنون پڑھائے جاتے ہیں۔ صفر المظفر 1422ھ بروز منگل علامہ غلام علی اوکاڑوی صاحب خالقِ حقیقی سے جاملے۔

مولانا شفیع اوکاڑوی کی سیرت نگاری میں خدمات

حافظ محمد شفیع اوکاڑوی اہلسنت وجماعت کے ممتاز عالم دین اور سیاستدان تھے جنھوں نے تبلیغ اسلام کے سلسلہ میں متعدد ممالک کا سفر اختیار کیا اور متعدد دینی کتابیں لکھیں۔ موصوف مرکزی جماعت اہل سنت کے بانی تھے۔ محمد شفیع اوکاڑوی کی ولادت 1929ء میں ہوئی ۔

شیخ المشائخ پیر میاں غلام اللہ شرقپوری المعروف ثانی صاحب قبلہ برادر خورد شیر ربّانی اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری (سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ)- میاں شیر محمد شرقپوری نے حاجی میاں کرم الٰہی کو مولانا حافظ محمد شفیع اوکاڑوی کی ولادت سے قبل ہی ان کے فضل وکمال کی بشارت دے دی تھی آپ کے والدین نے بھی آپ کی ولادت سے قبل مبارک خواب دیکھے اور بیان کیے۔ بعد ازاں گنجِ کرم حضرت سید محمد اسماعیل شاہ بخاری المعروف حضرت کرماں والا شریف سے نسبت قائم رہی۔

خدماتِ تدریسِ سیرت

1947ء میں ہجرت کرکے اوکاڑہ آ گئے اور جامعہ حنفیہ اشرف المدارس قائم کیا جس کے بانیان اور سرپرستوں میں سے تھے۔ دار العلوم اشرف المدارس، اوکاڑہ کے شیخ الحدیث والتفسیر شیخ القرآن مولانا غلام علی اشرفی اوکاڑوی اور مدرسہ عربیہ اسلامیہ انوار العلوم ملتان کے شیخ الحدیث والتفسیر غزالی دَوراں سید احمد سعید کاظمی سے تمام متداول دِینی علوم پڑھے اور درسِ نظامی ودورۂ حدیث کی تکمیل پر اسناد حاصل کیں۔

جامع مسجد مہاجرین منٹگمری (ساہیوال) میں نماز جمعہ کی خطابت شروع کی اور برلا ہائی اسکول اوکاڑہ میں شعبۂ دینیات کے سربراہ رہے۔ یاد رہے کہ شیخ القرآن مولانا غلام علی اوکاڑوی غلام علی اوکاڑوی پہلے سیالکوٹ میں موجود تھے بعد ازاں اوکاڑہ تشریف

لائے اور اشرف المدارس تعمیر ہوا، اس وقت حضرت شیخ القرآن کے ساتھ ان کے پروردہ تربیت شاگرد حضرت مولانا شفیع اوکاڑوی اور حضرت پیر محمد عنایت احمد نقشبندی گنج عنایت سرکار لاہور وکچھ دیگر شاگرد موجود تھے۔۔ حضرت مولانا شفیع اوکاڑوی اور مولانا محمد عنایت احمد نقشبندی شیخ القرآن مولانا غلام علی اوکاڑوی کے پہلے شاگردوں میں سے ہیں۔ محمد شفیع اوکاڑوی کی عالمانہ تحقیق، فقہی بصیرت اور عشقِ رسول ﷺ پر مبنی متعدد تصانیف ہیں، جو مذہبی حلقوں میں نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہیں۔ ہر کتاب ہزاروں کی تعداد میں شائع ہو کر نہایت مقبول ہوئی۔ سیرت کی تدریس کے اعتبار سے آپ نے وہ کتب تصنیف فرمائی جن کی آج بھی تدریس مدارسِ دینیہ میں جاری ہے۔

- ذکرِ جمیل
- ذکرِ حسین (دو حصے)
- درسِ توحید
- راہِ عقیدت
- برکاتِ میلاد شریف
- انوارِ رسالت
- مسئلہ طلاق ثلاثہ
- نغمۂ حبیب
- اخلاق و اعمال
- میلادِ شفیع
- مقالاتِ اوکاڑوی

مولانا عبد الحلیم اوکاڑوی کی سیرت نگاری میں خدمات

نام کتاب: سیرت مصطفیٰ ﷺ مصنف: عبد الحلیم اوکاڑوی

مولانا عبد الحلیم اوکاڑوی نے سیرت النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر مختصر رسالہ لکھا(1930 کے بعد رسالہ لکھا اور شائع کیا گیا)۔ یہ اوکاڑہ کی تاریخ کا سب سے پہلا سیرت پر مشتمل رسالہ ہے۔ اس رسالے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی حیات طیبہ کے اہم واقعات اور اخلاق حسنہ کی عملی تطبیق کو نہایت سہل اور مؤثر طریقے سے ذکر کیا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بچپن، جوانی میں شرح صدر، حلیمہ سعدیہ کی رضاعت، جوانی میں تجارت، معاملات، حلف الفضول میں شرکت جیسے اہم واقعات بیان کئے۔ ان سیرت النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے واقعات کا مقصد عوام الناس تک شمع عشق رسول فروزاں کرنا اور سیرت سے عملی رشتہ جوڑنا ہے۔[7]

[7]عبد الحلیم اوکاڑوی، سیرت مصطفیٰ ﷺ، ص:53

مولانانوراحمد کی سیرت نگاری میں خدمات

نام کتاب: میلادالنبی ﷺ شرعی و تاریخی حیثیت مصنف: مولانانوراحمد

نوعیت: تحقیقی و مناظرانہ رسالہ۔

تاریخِ اشاعت: یہ رسالہ 1940ء میں شائع ہوا۔

تفصیل: اس رسالے میں برصغیر میں میلادالنبی ﷺ کے مباحث اور ان کے دلائل کو ذکر کیا گیا ہے۔ مولانانوراحمد نے قرآن وحدیث، تاریخ وسیرت وغیرہ جیسے علوم وفنون کی روشنی میں میلادالنبی ﷺ منانے کے جواز وعدم جواز پر تفصیلی بحث ذکر کی۔ اس تصنیف سے معلوم ہوتا ہے کہ اوکاڑہ کے علماء کرام علمی وفکری مباحث سے باخبر تھے۔[8]

مولوی عبدالغفور اوکاڑوی کی سیرت نگاری میں خدمات

نام کتاب: سیرت مصطفیٰ ﷺ (مختصر اردو رسالہ) مصنف: مولوی عبدالغفور اوکاڑوی

زمانہ: 1930ء کے بعد

نوعیت: عوام وخواص سب کے لیے قابلِ استفادہ، سادہ اندازِ سیرت

نصاب میں شامل تھی، اب یہ مخطوطہ نایاب ہے اور مقامی کتب خانہ میں دستیاب ہے[9]

مولوی محمد اسماعیل اوکاڑوی کی سیرت نگاری میں خدمات

نام کتاب: اسوہ رسول ﷺ مصنف: مولوی محمد اسماعیل اوکاڑوی

مولوی محمد اسماعیل اوکاڑوی کا ایک لقب "مبلغ اعظم" بھی رکھا گیا۔ مولوی محمد اسماعیل کی پیدائش 190_ء میں ہوئی۔ والد اور دیگر اساتذہ خیر محمد جالندھری، محمد علی جالندھری، انور شاہ کشمیری اور مفتی فقیر وغیرہا سے مروجہ علوم حاصل کئے۔ مروجہ علوم کی تکمیل کے بعد دارالعلوم دیوبند سے مزید مروجہ علوم حاصل کئے۔ یہ بااثر عالم دین تھے، جس نے اپنی تقریروں مناظروں سے شہرت حاصل کی، دینی تبلیغ میں زندگی کا کثیر دورانیہ صرف کیا۔ مولوی محمد اسماعیل نے اصلاحی رسالہ لکھا۔ (اشاعت: 1935ء) یہ رسالہ محدود تعداد میں شائع کیا گیا اور مقامی لوگوں تک محدود رہا۔ "اسوہ رسول" صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اتباع، سنت، اخلاقی تربیت، اصلاح اور بدعات جیسے موضوعات پر مشتمل ہے۔[10]

مولوی عبدالکریم اوکاڑوی کی سیرت نگاری میں خدمات

نام کتاب: شمائلِ نبوی ﷺ مرتب: مولوی عبدالکریم اوکاڑوی

خصوصیت: شمائلِ ترمذی کے متفرق منتخب ابواب کی اردو شرح ہے

---

[8] مولانانوراحمد، میلادالنبی ﷺ شرعی و تاریخی حیثیت، ص:38

[9] مولوی عبدالغفور اوکاڑوی، سیرت مصطفیٰ ﷺ (مختصر اردو رسالہ)

[10] مولوی محمد اسماعیل اوکاڑوی، اسوہ رسول ﷺ، ص:192

1940ء سے قبل مدارس و خانقاہی حلقوں اور تدریسی حلقوں میں اس کتاب سے درس دیا جاتا تھا۔[11]

حافظ غلام رسول کی سیرت نگاری میں خدمات

نام کتاب: حیاتِ طیبہ ﷺ مصنف: حافظ غلام رسول

مقام: نواحِ اوکاڑہ

نوعیت: یہ ایک مدرسہ کے درسی نوٹس کی شکل میں تھے۔

موضوعات: اس کتاب میں سیرت، حدیث، اور فقہ جیسے موضوعات شامل تھے۔

حیثیت: یہ درسی نوٹس کے طور پر مدارس کے نصاب میں شامل رہے مگر غیر مطبوعہ رہے۔

حافظ محمد اسماعیل کی سیرت نگاری میں خدمات

نام کتاب: حیاتِ طیبہ ﷺ (درسِ سیرت کے مجموعے) مرتب: حافظ محمد اسماعیل (نواحِ اوکاڑہ، دیپالپور، گوگیرہ)

زمانہ تصنیف: 1925ء سے 1935ء

خصوصیت: خطبات اور سیرت النبی ﷺ پر مشتمل دروس شامل ہیں

استعمال: میلاد النبی ﷺ کے اجتماعات میں اس کتاب سے درس دیا جاتا رہا اور عوامی اصلاح کے لیے خاصی مشہور و معروف کتاب ہے[12]

سیرت نگاری پر تصانیف کی خصوصیات

قیامِ پاکستان سے قبل اوکاڑہ میں سیرت پر لکھی جانے والی کتب کا جائزہ درج ذیل ہے یہ کتابیں مختلف زمانوں میں لکھی گئیں۔ کچھ کتب 1857ء کی جنگِ آزادی کے بعد اور اکثر کتب 1900ء کی دہائی میں لکھی گئیں۔

عام فہم اسلوب

متاخرین علماءِ سیرت نے اپنی بیشتر کتب میں ان سے استفادہ حاصل کیا ہے۔ ان کتب کا اسلوب قدرے سادہ اور قابلِ فہم ہے۔ ان مصنفین کا مقصد صرف روایات کو ہی جمع کرنا نہیں بلکہ بکثرت عجیب و غریب واقعاتِ سیرت کو بیان کرنا اور عملی تطبیق کرنا بھی ہے۔ تاکہ خاتم النبیین محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص و کمالات کے ابواب میں اضافہ کے ساتھ عملی اقدامات بھی عوام کے لیے پیش کیے جائیں۔

بحیثیتِ مستند مصدر

ان کے بعد کئی متاخرین سیرت نگاروں نے ان کتب سے استفادہ کرتے ہوئے مزید تحقیق و تنقیح کرتے ہوئے روایات کو شاملِ کتب کیا، جو اس قدر وسیع تھا کہ باقاعدہ اسلامی لٹریچر کا جزو بنتا گیا۔

---

[11] مولوی عبد الکریم اوکاڑوی، شمائل نبوی ﷺ، ص: 271

[12] حافظ محمد اسماعیل، حیاتِ طیبہ ﷺ، ص: 81

قدیم مصادر سے استفادہ

ان کتب میں درج ذیل کتب سے بھی استفادہ کیا گیا طبری، طبرانی، بیہقی، دیلمی، بزار، ابو نعیم اصفہانی۔ مواہب لدنیہ، الشفاء قاضی عیاض، معارج النبوۃ، مدارج النبوۃ، کتاب الطبقات۔ سیرت ابن اسحاق، دلائل النبوۃ ابن قتیبہ المتوفی 276ھ۔ دلائل النبوۃ ابو اسحاق حربی المتوفی 285ھ۔ شرف المصطفیٰ عبد الرحمن بن حسن اصفہانی المتوفی 307ھ۔ تاریخ و تفسیر ابو جعفر بن جریر طبری المتوفی 310ھ۔ دلائل النبوۃ جعفر ابن محمد مستغفری المتوفی 432ھ۔ دلائل النبوۃ ابو القاسم اسماعیل اصفہانی المتوفی 535ھ۔ تاریخ دمشق ابن عساکر المتوفی 571ھ۔ کتاب الدلائل، خصائص الکبریٰ۔ معجزاتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عنوان پر نہایت اہم اور مفصل کتاب ہے۔ جس میں مصنف نے صحاح ستہ کے ساتھ ساتھ دیگر محدثین کی کتب کو بھی ماخذ بتایا ہے۔ ان کے علاوہ دیگر مصنفین علامہ ابن ابی الدنیا، ابن شاہین، ابن ابی عاصم، ابن مندہ، ابن مردویہ، دیلمی، قرائطی، خطیب وغیرہ کی روایات بھی اخذ کی ہیں۔

کتبِ حدیث سے استفادہ

اپنی کتب سے دیگر سیرت نگاروں اور محدثین نے اس مواد سے فائدہ اٹھایا۔ خصائص الکبریٰ میں قوی وضعیف ہر قسم کے واقعات جمع کیے گئے ہیں۔

سیر و مغازی کی اشاعت

خلفائے راشدین کے عہد میں باقاعدہ سیر و مغازی جیسے فنون پر کام نہیں ہوا تھا، شمائلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ان کتبِ سیرت میں بیان کیے گئے۔ بے شمار مولود نامے اس عنوان پر موجود ہیں ان سے کتبِ سیرت میں استفادہ کیا گیا۔

کتب سیرت نگاری سے چند اقتباسات

انسانی تاریخ میں انبیاء کرام علیہم السلام کے مراتب و مناقب کے حوالے سے مختلف روایات بیان کی جاتی ہیں، جن کا مقصد ان کے روحانی درجات اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ ان کے تعلق کو واضح کرنا ہوتا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ اسلام کی نبی کریم ﷺ سے محبت

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد ﷺ کے مقامِ قرب و محبت کو تمثیلی انداز میں بیان کیا گیا ہے، جس میں کلیم اور حبیب کے امتیازی درجات کو اجاگر کیا گیا ہے اور روحانی فضیلت کو نمایاں کیا گیا ہے۔

> روایت ہے کہ ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جناب باری سے پوچھا کہ میں تیرا محبوب ہوں یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ فرمایا اے موسیٰ تو میرا کلیم ہے اور محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم میرا حبیب ہے۔ اے موسیٰ کلیم وہ ہے جو موافق مرضی خدا کے کام کرے اور حبیب صلی اللہ علیہ والہ وسلم وہ ہے جو خدا اس کی مرضی کے موافق کام کرے اور اے موسیٰ کلیم وہ ہے جو روزہ دار اور شب بیدار رہے اور کوہ طور پر جا کر مناجات کرے اور حبیب وہ ہے کہ اپنے گھر میں سوتا ہو اور خدا جبرئیل کو اس کے پاس بھیج کر بلوائے اور ایسے مقام میں پہنچا دے کہ وہاں کوئی نہ پہنچا

> ہو۔ اے موسیٰ میں نے تجھ سے کلام کیا تو تو کوہ طور پر تھا، پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے کلام کیا وہ عرشِ معلیٰ پر تھا۔[13]

یہ روایت اپنے مفہوم کے اعتبار سے انبیاء کرام کے فضائل بیان کرنے کی ایک تمثیلی کوشش معلوم ہوتی ہے، تاہم اس کی سند اور حدیثی ماخذ معتبر کتبِ حدیث میں صراحت کے ساتھ ثابت نہیں ملتا۔ محدثین کے اصول کے مطابق ایسی روایات جو فضائل میں مبالغہ آمیز انداز اختیار کریں اور ان کی مضبوط سند موجود نہ ہو، انہیں احتیاط کے ساتھ بیان کرنا چاہیے۔ اصل اسلامی عقیدہ یہ ہے کہ تمام انبیاء کرام اللہ کے برگزیدہ بندے ہیں، اور نبی کریم ﷺ کو فضیلتِ مطلقہ عطا کی گئی ہے، مگر اس کی تعبیر مستند نصوص کی روشنی میں ہی کرنی چاہیے۔

ولادتِ نبوی ﷺ

اسلامی تاریخی و ادبی روایت میں نبی کریم ﷺ کی ولادت کے تذکرے کو نہایت عقیدت و محبت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ اس نوع کے بیانات میں اکثر واقعات کو تمثیلی اور جذباتی انداز میں پیش کیا جاتا ہے تاکہ سیرتِ طیبہ کی عظمت اور اس کی روحانی اہمیت کو اجاگر کیا جا سکے۔

> جس رات آمنہ حاملہ ہوئیں دو سو عورتیں رشک و حسد سے مر گئیں۔ اس رات کو ملائکہ آسمان نے غلغلہ شادمانی کا زمین تک پہنچایا اور اہل زمین نے طنطنہ شادمانی کا آسمان کو سنایا۔ جبرئیل علیہ السلام نے علم سبز خانہ کعبہ پر نصب کیا۔ مبارکباد دی فرشتوں نے اربابِ زمین کو، دروازے بہشت کے مفتوح کر دیئے، عالم انوارِ قدس سے معمور ہو گیا۔ ابلیس پہاڑوں میں جا چھپا، چالیس شبانہ روز صحرا اور دریا میں سرگرداں رہا۔ بت روئے زمین کے سرنگوں ہوئے، حیوانات قریش کے بولنے لگے اور بشارت دی چرند پرند کو کہ آج آمنہ خاتون حاملہ ہوئیں، اب زمانہ خیر البشر ابو القاسم کے ظہور کا نزدیک آیا۔[14]

یہ اسلوبی اعتبار سے عقیدت و محبت پر مبنی سیرت نگاری کی ایک مثال ہے، تاہم محدثین اور محققین کے نزدیک اس میں بیان کردہ کئی امور مستند تاریخی یا حدیثی مصادر سے ثابت نہیں۔ اسلامی اصول کے مطابق نبی کریم ﷺ کی سیرت بیان کرتے وقت صحیح، حسن اور معتبر روایات کو بنیاد بنایا جاتا ہے۔ ایسی روایات جو مبالغہ آمیز یا غیر مستند ہوں، انہیں بطور عقیدہ پیش کرنے کے بجائے صرف ادبی یا تمثیلی بیان کے طور پر دیکھا جانا چاہیے۔ اصل پیغام سیرت کی حقانیت اور عملی پہلوؤں کو سمجھنا ہے۔

---

[13] تاریخ میلاد حکیم عبد الشکور مرزاپوری ص ۲۶- کلام المولود المحمود فی ذکر اشرف المحمود طبع مطبع نامی لکھنو ۱۸۸۹ء ص ۶

[14] انتخاب عرشی فی ذکر میلاد النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم حافظ عزالرحمٰن عرشی غازی پوری طبع مطبع نامی لکھنو بار دوم ۱۸۹۸ء ص ۴۰

ولادتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور ملائکہ کا نزول

سیرتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے متون میں ولادتِ مبارکہ کے بعد پیش آنے والے روحانی اور غیبی واقعات کو نہایت عقیدت اور تمثیلی انداز میں بیان کیا جاتا ہے۔ ان بیانات کا مقصد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت، تقدس اور کائناتی مقام کو اجاگر کرنا ہوتا ہے۔ سیرگ نگار کے اقتباس میں فرشتوں کے نزول، غسلِ نبوی اور بیت اللہ کی طرف نسبت جیسے امور کو علامتی زبان میں بیان کیا گیا ہے جو سیرت نگاری کے ادبی اسلوب کی نمائندگی کرتا ہے۔

> حضرت آمنہ خاتون فرماتی ہیں بعد ولادت سرورِ عالم تین فرشتے آسمان سے اترے، ایک کے ہاتھ میں آفتابہ نقرئی، دوسرے کے ہاتھ میں تشتِ زمردیں، تیسرے کے ہاتھ میں جامہ سفید تھا۔ انہوں نے خواجہ عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اس طشت میں سات بار غسل دیا۔ پھر اس جامہ سفید کو آپ کے زیب جسم اطہر پر کیا اور کہا جوانب چہار گانہ دنیا میں آپ کو اختیار و فرمانروائی مرحمت ہوا ہے۔ حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے دستِ مبارک وسطِ طشت میں رکھا۔ غیب سے ندا آئی آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے وسطِ دنیا یعنی مقامِ بیت اللہ پسند کیا، اس وجہ سے ہم نے اس کو مسجودِ خلائق فرمایا۔[15]

محدثین کے اصول کے مطابق اس نوع کے واقعات کو اس وقت قبول کیا جاتا ہے جب وہ صحیح یا حسن سند سے ثابت ہوں۔ مذکورہ بیان زیادہ تر ادبی و عقیدتی روایت معلوم ہوتا ہے جس کی صریح سند معتبر کتبِ حدیث میں موجود نہیں۔ اسلامی علمی منہج کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت بیان کرتے وقت مستند روایات کو ترجیح دینا ضروری ہے تا کہ عقیدہ درست بنیادوں پر قائم رہے۔

خلاصہ تحقیق

ضلع اوکاڑہ علمی و دینی لحاظ سے ایک اہم خطہ ہے جہاں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تدریس، تالیف اور تبلیغ میں متعدد علما و محققین نے نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ اس تحقیق میں اوکاڑہ کے علمی پس منظر اور وہاں پیدا ہونے والے یا اس سے منسلک اہلِ علم کی سیرت نگاری کی خدمات کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

اس خطے میں ابو الفضل غلام علی اوکاڑوی، مولانا شفیع اوکاڑوی، مولانا عبد الحلیم اوکاڑوی، مولانا نور احمد، مولوی عبد الغفور اوکاڑوی، مولوی محمد اسماعیل اوکاڑوی، مولوی عبد الکریم اوکاڑوی، حافظ غلام رسول اور حافظ محمد اسماعیل جیسے علما نے سیرت نگاری کے مختلف پہلوؤں پر کام کیا۔ ان کی خدمات زیادہ تر خطبات، رسائل، درسی کتب اور مختصر سیرت مجموعات کی صورت میں سامنے آئیں۔ مثلاً مولانا عبد الحلیم اوکاڑوی کی کتاب "سیرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم" ایک جامع سیرتی رسالہ ہے جس میں واقعاتِ سیرت کو سادہ اور عام فہم انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ اسی طرح مولانا نور احمد کی تصنیف "میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم شرعی و تاریخی حیثیت" میلاد کے موضوع پر علمی و تحقیقی نقطہ نظر پیش کرتی ہے۔ مولوی عبد الغفور اوکاڑوی نے مختصر سیرت رسالہ تحریر کیا جس کا مقصد عام لوگوں تک بنیادی سیرت پہنچانا تھا، جبکہ

[15] تاریخ میلاد حکیم عبد الشکور مرزاپوری ص۲۶- کلام المولود المحمود فی ذکر اشرف المحمود طبع مطبع نامی لکھنو ۱۸۸۹ء ص ۶

مولوی محمد اسماعیل کی کتاب "اسوہ رسول ﷺ" میں نبی کریم ﷺ کے عملی نمونۂ حیات کو اجاگر کیا گیا ہے۔ مولوی عبدالکریم اوکاڑوی کی مرتب کردہ "شمائلِ نبوی ﷺ" اور حافظ غلام رسول کی "حیاتِ طیبہ ﷺ" بھی اہم سیرتی مصادر میں شمار ہوتی ہیں۔ اسی طرح حافظ محمد اسماعیل نے دیپالپور، گوگیرہ اور نواحِ اوکاڑہ میں درسِ سیرت کے مجموعے مرتب کیے جو تدریسی حلقوں میں مقبول رہے۔

ان تمام علما کا منہج عمومی طور پر سادہ، اصلاحی اور عوامی فہم پر مبنی تھا، جس میں سیرت کو محض تاریخی واقعات کے بجائے عملی زندگی کے رہنما اصول کے طور پر پیش کیا گیا۔ ان کے اسلوب میں خطباتی انداز، اخلاقی نصیحت اور واقعاتی بیان غالب نظر آتا ہے۔ اوکاڑہ کے علما نے سیرت نگاری کو مقامی سطح سے نکال کر عوامی، تدریسی اور اصلاحی سطح تک پہنچایا، جس سے اس خطے میں دینی شعور، سیرت فہمی اور علمی روایت کو مضبوط بنیادیں فراہم ہوئیں۔

مصادر و مراجع

1. ابوالبرکات، رسالہ میلاد النبی، شیخ غلام علی برکت علی تاجران کتب لاہور، 1921ء
2. انتخاب عرشی فی ذکر میلاد النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم حافظ عزالرحمٰن عرشی غازی پوری طبع مطبع نامی لکھنو بار دوم ۱۸۹۸ء
3. تاریخ میلاد حکیم عبدالشکور مرزاپوری ص ۲۶- کلام المولود المحمود فی ذکر اشرف المحمود طبع مطبع نامی لکھنو ۱۸۸۹ء
4. توقیر مظہر، یوٹیوب پروگرام، اوکاڑہ کا تعارف، بتاریخ 25 مارچ، 2026ء
5. حافظ محمد اسماعیل، حیاتِ طیبہ ﷺ، اسلامک پبلی کیشنز، لاہور، 1991ء
6. حکیم عبدالشکور مرزاپوری، تاریخ میلاد: دار الاشاعت کراچی، 1978ء
7. رائے ظہیر احمد کھرل، ضلع اوکاڑہ کا تاریخی ورثہ، زمزم پبلشر دیپالپور بازار ساہیوال 2010ء
8. عبدالحلیم اوکاڑوی، سیرت مصطفیٰ ﷺ، مکتبہ نعمانیہ، سیالکوٹ 1976ء
9. مولانا نور احمد، میلاد النبی ﷺ شرعی و تاریخی حیثیت، ادارہ طلوع اسلام، لاہور، 1976ء
10. مولوی عبدالغفور اوکاڑوی، سیرت مصطفیٰ ﷺ علم و عرفان پبلیشرز، لاہور، 2001ء
11. مولوی عبدالکریم اوکاڑوی، شمائل نبوی ﷺ، علم و عرفان پبلیشرز، لاہور، 2006ء
12. مولوی محمد اسماعیل اوکاڑوی، اسوہ رسول ﷺ، دار التذکیر، لاہور، 2004ء